راحت اور اسبابِ راحت

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ امابعد:

حق تعالیٰ شانہ نے اس دنیا کو دار الاسباب بنایا ہے۔ بظاہر واقعہ اور ہر حادثہ کسی نہ کسی سبب اور وجہ کا مرہون منت نظر آتا ہے، لیکن فی الحقیقت تمام حوادث و نتائج کے پس پردہ، دستِ قدرت کار فرما ہے۔ تمام اسباب و مسببّات حق تعالیٰ شانہ کی قدرتِ قاہرہ کی پابندیوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ کسی سبب پر مسبب کا مرتب ہونا بھی انہی کے حکم سے ہے اور تخلف بھی انہی کے امر سے۔ اسی طرح اسباب کے نہ ہوتے ہوئے اپنی قدرتِ کاملہ سے عدم کو وجود کا پیراہن پہنادینا بھی انہی کا خاصہ ہے۔ بادشاہ کو تمام مادی نعمتیں اور اسباب راحت عطا فرما کر چین و راحت سے محروم کرنا چاہیں تو کسی کو مجال اعتراض نہیں اور سارے مادی سہارے چھین کر مسجد کے کونے میں پڑے کسی درویش کے دل کو بادشاہوں سے زیادہ عیش و طرب عطا کر دیں تو کسی کو روکنے کی ہمت نہیں، بلکہ اپنی رضا اور محبت کے متلاشیوں کو وہ باطنی عیش و لذت عطا فرماتے ہیں کہ دنیا کے بادشاہوں کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ جنہوں نے یہ لذت چکھی انہوں نے ابراہیم بن ادھمؒ اور شاہ شجاع کرمانیؒ کی طرح شاہی تاج و تخت پر لات مار کر دائمی و سرمدی سلطنت کو حاصل کر لیا۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کو جب یہ دولت عطا ہوئی تو آپؒ نے فرمایا تھا کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ، خدا کی قسم! اگر ان نعمتوں میں سے وہ ایک ذرّہ اور ان نظاروں میں سے ایک شمہ دیکھ پائیں تو سب تخت و تاج چھوڑ کر جنگل کی طرف دوڑ آئیں۔

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ نے سلطان سنجر کو اسی حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے یہ قطعہ لکھا تھا جب سلطان نے انہیں ملک نیمروز کی پیشکش کی تھی:

چوں چترِ سنجری رخ بختم سیاہ باد
گر در دل بود ہوس ملک سنجرم
زانگہ خبر یافتم از ملک نیم شب
من ملک نیم روز بیک جو نمی خرم

اس باطنی دولت اور روحانی لذت کی قدر و قیمت وہی جانتے ہیں جنہوں نے یہ چاشنی چکھی ہے۔

حق تعالیٰ شانہ اپنی ذات کے عاشقوں کو اسباب و وسائل کے بغیر وہ قلبی راحت و لذت عطا فرمادیتے ہیں جس کا تصور بھی اربابِ وسائل کے لیے مشکل ہے۔ جس طرح حق تعالیٰ شانہ بعض خوش بختوں کو اسباب کے بغیر دولتِ راحت و لذت عطا فرماتے ہیں اسی طرح بہت سے لوگوں کو ظاہری اور مادی نعمتیں دے کر حقیقی راحت و لذت سلب بھی کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ بظاہر حکومت و طاقت، دولت و ثروت، سیم و زر اور مال و اسباب والے ہوتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ انہیں راحت و عافیت کے تمام اسباب مہیا ہیں، لہٰذا اُن کا ہر لمحہ اور ہر گھڑی پُر عیش

وپرُ طرب ہوگی، لیکن در حقیقت امرِ الٰہی نہ ہونے کی وجہ سے ان کی زندگی حسرت و عبرت کا ایک دردناک باب ہوتی ہے۔

درسِ عبرت کے لیے دنیا کے چند نامور کروڑ پتی اور ارب پتی افراد کی حالتِ زار ملاحظہ ہو:

امریکہ کے مشہور کروڑ پتی راک فیلر کے یہ الفاظ اپنے اندر عبرت کا بہت بڑا سبق رکھتے ہیں۔ اس نے کہا تھا: "میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میں اس کا حساب بھی نہیں کر سکتا لیکن یہ ساری جائیداد دینے کو میں بخوشی تیار ہوں اگر ایک وقت بھی پیٹ بھر کر کھا سکوں۔"

راک فیلر کی دولت و ثروت کے افسانے دنیا کے گوشے گوشے میں زبان زدِ خاص و عام ہیں۔ ایک دنیا آج تک اس کی قسمت پر رشک کر رہی ہے اور خدا جانے کتنے ایسے ہیں جن کے منہ میں اس کی دولت کا ذکر سن کر پانی بھر آتا ہوگا۔ لیکن خود اس بے چارے کا یہ حال تھا کہ باوجود اس امیری کے مفلس و لاچار تھا اور باوجود اس افراطِ سیم و زر کے ایک وقت پیٹ بھر کر کھانے کی حسرت رکھتا تھا۔ اور اس نعمت کے آگے اپنے کروڑوں ڈالروں کے ڈھیر پر لات مارنے کے لیے تیار تھا۔ پچاسی سالہ یہ شخص شروع ہی سے سوءِ ہضم کا مریض رہا۔ ظاہر ہے کہ اس نے اپنے علاج پر کیا کچھ نہ خرچ کیا ہوگا۔ بایں ہمہ چوبیس گھنٹے میں تھوڑے سے دودھ اور بسکٹوں کی قلیل مقدار کے کچھ نہ کھا سکتا تھا۔ حالانکہ اس کے مزدور اور نوکر چاکر دن بھر پیٹ بھر کر دنیا کی نعمتیں اور لذیذ غذائیں کھاتے تھے اور یہ لاکھوں انسانوں کی قسمتوں کا بظاہر مالک ایک وقت پیٹ بھر کر حسبِ دلخواہ کھانے کو ترستا تھا۔ دنیا کے مال و دولت پر رشک کرنے والے غریبوں کو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ دنیا کا متمول ترین آدمی اُن کی حالت پر رشک کر رہا ہے۔

ایک اور مشہور امریکی ارب پتی "ہنری فورڈ" کا نام بھی اکثر لوگوں کو معلوم ہوگا۔ یہ شخص دولت قارون سے بھی بڑے خزانوں کا مالک ہے۔ لیکن وہ بھی معمولی سی قلیل مقدار میں پرہیزی غذا کے سوا کچھ نہیں کھا سکتا۔ ڈاکٹروں کی ایک جماعت ہر وقت اس کی نگرانی میں لگی رہتی ہے۔ وہ تمام لذتوں سے یکسر محروم ہے۔ حالانکہ اس کے ادنیٰ ملازم اور نوکر چاکر اس کی آنکھوں کے سامنے عیش و عشرت کرتے ہیں اور وہ انہیں دیکھ کر ترستا ہے۔ جاننے والوں کا بیان ہے کہ دولت و ثروت سے جتنے لطف انسان اس مادی دنیا میں اُٹھا سکتا ہے اور جو لذتیں روپیہ سے خرید سکتا ہے اُن سب سے یہ قارونِ وقت یکسر محروم ہے۔

دولت کو حاصلِ عمر اور پیسے کو سرمایۂ زندگی سمجھنے والے زر و دولت کی اس لاحاصلی سے سبق سیکھ سکتے ہیں۔

امریکہ کا ایک اور کروڑ پتی اور کئی اخبارات کا مالک مسٹر ایڈورڈ اسکرپس تھا۔ سالہا سال کی عیش و عشرت کے بعد اس کا دل دنیا کے ہنگاموں سے سرد ہو گیا اور اُسے سکون و یکسوئی کی تلاش پیدا ہوئی۔ خالص مادّی دنیا اور نام نہاد تہذیب و تمدن میں یہ بات کہاں نصیب! بالآخر چالیس لاکھ ڈالر کے خرچہ سے ایک بحری جہاز بنوایا اور آلات کی مدد سے اُسے ہر قسم کی آوازوں سے محفوظ کر لیا، یعنی کوئی ہلکی سے ہلکی آواز بھی کانوں تک نہ پہنچ سکتی تھی۔ اس طرح اپنے گرد و پیش ایک مصنوعی خاموشی اور عالمِ سکوت قائم کر کے وہ یہ سمجھا کہ اب سکونِ خاطر ہو جائے گا۔ اخبارات کا کاروبار اپنے لڑکے کے سپرد کیا اور تلاشِ سکون کی مہم پر روانہ ہو گیا۔ ایک دو ملک نہیں، ساری دنیا کا چکر لگایا اور ایک مرتبہ نہیں، دو مرتبہ لگایا۔ لیکن دل کا سکون مادی آوازوں کا راستہ بند کر دینے سے نہ حاصل ہونا تھا نہ ہوا۔ اسی حالتِ حسرت و یاس میں پیامِ اجل آ پہنچا اور اس کی لاش حسبِ وصیت سمندر کی گہری خاموشیوں کے حوالے کر دی گئی۔

یورپ میں اس وقت بے اطمینانی کا ایک عالم گیر ماتم برپا ہے۔ اہلِ فرنگ نے دولت کی فراہمی میں قارون کو بھی مات کیا ہوا ہے۔ اور تمام دنیا سے سرمایہ داری اور مالداری میں گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ مگر دل کی بے اطمینانی سے چیخ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود کمالِ دولت اور سامانِ عیش و عشرت کے خودکشی کی جس قدر وارداتیں یورپ میں ہوئی ہیں، نادار اور پسماندہ ممالک میں ان کا عشرِ عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔ خصوصاً مسلمان قوم جو دُنیوی حالت میں تمام قوموں سے پست اور کم تر ہے، خودکشی کی بہت کم مرتکب ہوئی ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ اگرچہ

مسلمانوں نے اپنے مذہبی احکام اور دینی ارکان بہت حد تک ترک کر دیئے ہیں اور ان کی قلبی اور روحانی غذاؤں ذکر و فکر، نماز، روزہ، اطاعات اور اتباع سنت میں بہت کمی ہوگئی ہے، مگر پھر بھی اسلام ایک ایسا حاوی، ہمہ گیر اور محیط مذہب ہے کہ اس کے اثرات ایک مسلمان پر مہد سے لے کر لحد تک جاری و ساری رہتے ہیں۔ اس لیے مسلمان خواہ کتنا ہی گیا گزرا کیوں نہ ہو، وہ قلبی و روحانی غذا کے سہارے اپنے آپ کو سنبھالتا ہے اور مضطرب و پریشان ہو کر آپے سے باہر نہیں ہوتا اور خودکشی نہیں کرتا۔ اس کے برعکس جب کافر کے عیش و عشرت میں زوال آتا ہے تو اُس کا حباب زندگی حوادث دنیا کی بادِ مخالفت کی تاب نہ لاکر فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خودکشی کے اکثر وہی لوگ زیادہ مرتکب ہوتے ہیں جن کی مذہبی اور دینی حالت نہایت پست ہوا کرتی ہے۔

نیویارک میں ایک کروڑ پتی مسٹر بریوسٹر تھے۔ ان کی میم صاحبہ کا حسن و جمال زبان زد خاص و عام تھا۔ شوہر اس قدر دولت مند اور بیوی اس قدر حسین، بظاہر ان سے زیادہ پر مسرت اور کامیاب زندگی کسی کی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ایک اچھی خاصی تعداد امریکہ میں ایسے لوگوں کی تھی جو اس خوش نصیب جوڑے کی زندگی پر رشک کرتی تھی۔ جون ۱۹۲۶ء میں میاں بیوی دیہات میں اپنے علاقہ پر گئے۔ ایک روز صبح کو خدمت گاروں نے دیکھا کہ مسٹر بریوسٹر کی خواب گاہ میں دونوں میاں بیوی خون میں لت پت پڑے ہیں۔ تفتیش کی گئی مگر ان کی خودکشی کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔ اور یوں ان کی خودکشی کا سبب بھی دونوں کے جسموں کے ساتھ ہی مدفون ہو گیا۔

اٹلی کے ایک امیر کبیر گوبسپ بوگیانی گزرے ہیں جنھوں نے امریکہ آکر بے شمار دولت پیدا کی اور پھر امریکہ کو ہی اپنا وطن بنالیا۔ یہ آغاز تھا، انجام یہ ہوا کہ "کومو" کی خوش منظر جھیل کے کنارے قیام گاہ بنا رکھی تھی۔ ایک دن ایک درخت سے اپنی گردن میں پھندا لگا کر خودکشی کرلی اور حسب ذیل تحریر چھوڑی: "مجھے اپنی طویل زندگی میں تجربہ ہو گیا کہ راحت کی اگر تلاش ہے تو وہ روپے کے ڈھیروں میں نہیں ملتی۔ اب میں اپنی زندگی کا خاتمہ کر رہا ہوں۔ اس لیے کہ میں تنہائی اور افسردگی کی زندگی سے تنگ آگیا ہوں۔ جس وقت میں نیویارک میں ایک معمولی مزدور تھا اس وقت مجھے پوری مسرت حاصل تھی۔ لیکن آج جب کروڑوں کا مالک ہوں میری افسردگی خاطر اور بے اطمینانی کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ میں ایسی تلخ زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہوں۔"

روپے کو ہر درد کی دوا جاننے والے دولت مند کی عاجزی اور بے بسی کو دیکھیں۔

مذکورہ بالا واقعات مفروضات اور تمثیلی قصے نہیں بیتی ہوئی سرگزشتیں ہیں۔ ایک طرف بڑے بڑے عظیم الشان سرمائے ہیں، بڑے بھاری کارخانے ہیں، بڑی بڑی تجارتی کوٹھیاں ہیں، کروڑوں اور اربوں کی جائیدادیں ہیں اور ان کے پہلو بہ پہلو بے قراریاں، بے اطمینانیاں، حسرتیں، مایوسیاں، ناکامیاں اور افسردگیاں ہیں۔ اس صورتِ حال میں قرآن کریم کی اس ابدی حقیقت کو پڑھیے اور سبق حاصل کیجیے کہ الابذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ "آگاہ رہو کہ دل اللہ کے ذکر ہی سے سکون پاتے ہیں۔"

آج بھی حقیقی راحت کی اگر تلاش ہے، اصلی سکون کی اگر تمنا ہے اور دائمی دل جمعی کی اگر آرزو ہے تو ہار کر، تھک کر، ہر طرح کا تجربہ کر کے بالآخر اللہ تعالیٰ کی یاد اس کی عبادت اس کی اطاعت کی طرف آنا پڑے گا اور اگر خودکشی کے واقعات کی تعداد بڑھانی ہے تو دنیا کے دروازے کھلے پڑے ہیں۔

عمر برق و شرار ہے دنیا — کتنی بے اعتبار ہے دنیا
داغ سے کوئی دل نہیں خالی — کیا کوئی لالہ زار ہے دنیا
گرچہ ظاہر میں صورتِ گل ہے — پر حقیقت میں خار ہے دنیا
زندگی نام رکھ دیا کس نے — موت کا انتظار ہے دنیا